مثنوی معنوی میں عورت کی ایک جھلک

محترمہ زینب یزدانی

مثنوی میں عورت کے حقیقی رنگ و روپ کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی سے قبل فارسی زبان کے منظوم ادبی سرمایہ میں عورت کے مقام و مرتبہ کی نشاندہی کردی جائے اور فارسی ادب میں مثنوی سے قبل ہم لوگوں کو شاہنامۂ فردوسی میں عورت کے کردار اور مقام و مرتبہ کی صحیح جھلک دکھائی دیتی ہے۔

درحقیقت شاہنامۂ فردوسی میں عورت مختلف النوع کردار کی حامل دکھائی دیتی ہے لیکن اس کا سب سے بڑا کارنامہ پہلوانوں کی تخلیق اور ان کی لازمی تربیت و پرورش ہے۔ فارسی ادب کے اس رزمیہ شاہکار میں عورت کو غیر معمولی عظمت و احترام کی نظر سے دیکھا گیا ہے اور دوسرے شاعروں کے مقابلے میں فردوسی نے عورت کو مختلف نگاہ سے دیکھا ہے اگرچہ بعض جگہوں پر شاہنامہ میں عورتوں کے سلسلہ میں ناشائستہ باتیں بھی نظر آتی ہیں لیکن حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو شاہنامہ میں عورت کے لئے عزت و احترام کا ذکر زیادہ ہے۔

فارسی کے رزمیہ ادب کے علاوہ تعلیمی، اخلاقی اور عرفانی ادب میں بھی عورت کو لائق تحقیق سمجھا گیا ہے۔ بوستان سعدی، مخزن الاسرار نظامی اور حدیقۃ الحقیقہ حکیم سنائی میں بھی عورت کو زیادہ اچھے اور دلکش انداز میں نہیں پیش کیا گیا ہے بلکہ عورت کو نہایت کمزور، ڈرپوک، حیلہ گر اور مجسمۂ مکر وفریب کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ بیٹی یا بہن کی ولادت کو زیادہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ عورت مرد کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور عروج و ترقی حاصل کرنے کے لئے اسے اس رکاوٹ کو پار کرنا ہے۔ دوسری طرف فارسی ادب کے انہیں شاہکاروں میں بعض جگہوں پر عورت کو مرد سے زیادہ صاحب فضیلت بیان کیا گیا ہے اور ایسی ابیات بھی دکھائی دیتی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورت نے عرفانی مقام و مرتبہ بھی حاصل کیا ہے لیکن ان کی تعداد کم ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے گذشتہ ادبیات میں عورت کو غیر انسانی رنگ و روپ میں کیوں پیش کیا گیا

ہے ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ اس دور میں قلم مردوں کے ہاتھ میں تھا لہذا ان لوگوں نے اپنی مرضی کے مطابق جب عورتوں کی برائی کرنی چاہی تو اسے برائی وحیلہ گری کا مجسمہ بنا کر پیش کردیا اور جب جی چاہا اس کی تعریف کے پل باندھ دیئے۔ ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے۔ مرد عورتوں کو اپنی سعادت و ترقی کا دشمن خیال کرتے ہیں اور حتی الامکان عورتوں کے خلاف لکھتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں اپنے قول کو سچ ثابت کرنے کے لئے جعلی حدیثوں کے حوالے اور قرآنی آیات کی من مانی تفسیر بھی پیش کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ بوستان سعدی باب اول میں منقول داستان ابلیس میں شاید ایسے ہی حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی پہلی بیت یہ ہے:

ندانم کجا دیدہ ام در کتاب   کہ ابلیس را دید شخصی بہ خواب

بہر حال نہ ساری عورتوں کو خوبی وخوش کرداری کا نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ مردوں کو عظمتوں اور فضیلتوں کا مجسمہ تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنے ذاتی اور انفرادی اعمال اور کردار وگفتار کا ذمہ دار ہے اور بموجب ارشاد خداوندی امتیاز وفضیلت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ تقوی و پرہیزگاری ہے۔ مولانا جلال الدین بلخی (رومی) نے اپنے مشہور زمانہ اور نادر روزگار ادبی شاہکار یعنی مثنوی معنوی میں دونوں طرح کی عورتوں کا ذکر کیا ہے جس کو یہاں ''مثنوی معنوی میں عورت کی ایک جھلک'' عنوان سے پیش کیا جارہا ہے۔

مولوی ۶۰۴ ھ ق میں بلخ میں پیدا ہوئے اور ۶۷۲ ھ ق میں انہوں نے قونیہ میں رحلت فرمائی۔ ۶۸ سال عمر پائی، ادبیات عرفانی سے متعلق شعرا میں ان کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ دراصل ایران ہی وہ جگہ ہے جہاں عرفانی ادب پروان چڑھا اور اسے اس کا مقام ملا۔ مولانا روم کی تصانیف اور ان کی خدمات خاصی مقدار میں ہیں مگر اس میں خاص بات یہ ہے کہ ان کے عرفانی افکار ان کی تمام ادبی کاوشوں میں مرکزی خیال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس مقالہ میں ہم مولانا روم کی مثنوی معنوی میں عورت کے بارے میں گفتگو کریں گے کیونکہ مولوی کے دیگر آثار کے مقابلے میں مثنوی معنوی میں عرفانی اصطلاحات زیادہ استعمال کی گئی ہیں، دراصل مثنوی زندگی میں عدم کا سب سے بڑا دفاعیہ ہے۔[۱] بعض محققین نے اس کو ہر دور میں سب سے بڑی عرفانی تصنیف کے نام سے یاد کیا ہے۔[۲] جس میں مولانا کے خالص عرفانی افکار وعقائد کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔

مثنوی معنوی میں عورت کی ایک جھلک کے سلسلے میں اب تک جو تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے اس میں پانچ پہلوؤں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ماں
۲- رمز و تمثیل
۳- عورت کے نامناسب اعتقادات اور منفی پہلوؤں پر خصوصی توجہ
۴- نیک سیرت اور شائستہ عورتوں کا تذکرہ
۵- بدکار اور غیر شائستہ عورتوں کا تذکرہ

ماں

مولانا روم کی نظر میں ماں زندگی کے لئے سرچشمۂ فکر و حیات ہے، اس کے بغیر کوئی بھی زندگی کے آنگن میں قدم نہیں رکھ سکتا، علاوہ ازیں بغیر اس کے انسان، انسانی عاطفہ و محبت کو درک نہیں کرسکتا۔ مولانا روم نے جب بھی ماں کے حوالے سے گفتگو کی ہے تو اس کی قربانی اور جذبۂ ایثار کا تذکرہ ضرور کیا۔

مولانا کا خیال یہ ہے کہ خداوند عالم نے ماں کے سینے میں عشق و محبت کے ابلتے ہوئے چشمہ کی تخلیق کر رکھی ہے تاکہ وہ اس نعمت کو اپنے بچوں پر نچھاور کرتی رہے یعنی ماں کی محبت بھی گرانقدر عطیہ الٰہی ہے:

حق ہزاران صنعت و فن ساختہ ست ۔۔۔ تا کہ مادر بر تو مہر انداختہ است [۳]

کبھی مولانا ایسی ماں کی تصویر پیش کرتے ہیں کہ بچہ کو رنج و تکلیف پہنچتی ہے اور ماں خوش دکھائی دیتی ہے لیکن ماں کی یہ خوشی اس کی بے رحمی اور قساوت قلبی کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ جانتی ہے کہ اس تھوڑی سے تکلیف و زحمت کے بعد بچہ ہمیشہ آرام و خوشی سے ہمکنار رہے گا:

بچہ می لرزد از آن نیش حجام ۔۔۔ مادر مشفق در آن غم شادکام
نیم جان بستاند و صد جان دہد ۔۔۔ آنک در وہمت نیاید آن دہد [۴]

دفتر سوّم میں مولانا ایک ایسی ماں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کئی بچوں کو جنم دیتی ہے لیکن وہ بچے زیادہ دنوں تک اس دنیا میں زندہ نہیں رہتے اور وہ تنہائی کی زندگی بسر کرتی ہے:

آن زنی ہر سال زائیدہ پسر ۔۔۔ بیش از شش مہ نبودی عمر ور
یا سہ مہ یا چار مہ گشتی تباہ ۔۔۔ نالہ کرد آن زن کہ افغان ای اللہ

نہ مہم بار است و سہ ما ہم فرح | نعمتم زو تر رو از قوس قزح ۵

رنج و غم کی ماری ہوئی وہ عورت ایک رات خواب دیکھتی ہے کہ وہ ایک باغ میں ہے جس میں ایک محل ہے اور اس پر اس کا نام لکھا ہوا ہے، عورت یہ منظر دیکھ کر حیران و مدہوش ہوجاتی ہے اور گھبراہٹ کے عالم میں جب وہ محل کے اندر داخل ہوتی ہے تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کے سارے بچے وہاں موجود ہیں:

تا شبی بنمود او را جنتی | باقیی سبزی خوشی بی ضنتی
مثل نبود این مثال آن بود | تا برد بوی آ نک او حیران بود
دید در قصری نبشتہ نام خویش | آن خود دانستش آن محبوب کیش
اندر آن باغ او چو آمد پیش بیش | دید در وی جملہ فرزندان خویش
گفت از من گم شد از تو گم نشد | بی دو چشم غیب کس مردم نشد ۶

کردار مادری میں تسلیم و رضا واضح طور پر دکھائی دیتی ہے وہ قسمت کے ہر فیصلہ پر راضی نظر آتی ہے، وہ قضا اور قدر الٰہی میں چوں و چرا کی قائل نہیں ہے کیونکہ اللہ تمام اقرار و انکار سے واقف ہے کوئی بھی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہوتی ہے۔

دفتر چہارم میں مولانا ایک ایسی ماں کا تذکرہ کرتے ہیں جو اپنے بچہ کو پرنالے سے نیچے اتارنے کے لئے حضرت علی کے پاس جاکر ان سے مدد چاہتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچے کے سلسلے میں اس حد تک پریشان ہوجاتی ہے کہ اتنے معمولی سے مسئلہ کے لئے وہ حضرت علی کے پاس چلی جاتی ہے:

یک زنی آمد بہ پیش مرتضیٰ | گفت شد بر ناودان طفلی مرا
گرش می خوانم نمی آید بہ دست | و رہلم ترسم کہ افتد او بہ پست
نیست عاقل کہ تا دریابد چو ما | گر بگویم کز خطر سوی من آ
ہم اشارت را نمی داند بہ دست | ور بداند نشنود این ہم بہ دست ۷

امام علی نے بچہ کی ماں سے کہا جاؤ اور ایک دوسرا بچہ لے آؤ تاکہ وہ اپنے ہم سن و ہم سال کو دیکھتے ہوئے خود اترنے کی کوشش کرے۔

مولانا نے مثنوی معنوی میں کئی مقام پر ماں کی اہمیت پر توجہ دی ہے اور کبھی کبھی اس سے از لحاظ

تمثیل و استعارہ بھی استفادہ کیا ہے جس کو کاملاً اس مقالہ میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے، چنانچہ ماں کے حوالے سے گفتگو یہیں تمام کی جاتی ہے۔

رمز و تمثیل

کبھی کبھی مولانا اپنی حکایت کے ذیل میں عورت کو تمثیلی و استعاراتی طور پر پیش کرتے ہیں اس صورت میں عورت کبھی ''راز دل'' ہوتی ہے تو کبھی ''راز روح'' اس کے علاوہ کبھی کبھی عورت ایک ایسی مخلوق کا سمبل دکھائی دیتی ہے جس کی عقل ابھی پختہ نہیں ہوئی ہے۔۸

مثنوی میں بارہا عورت کو ایسی علامت نفس کے حیثیت سے پہچنوایا گیا ہے جس سے مشورہ کرنے میں نقصان ہی نقصان ہے اور سوائے تباہی کے کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے:

نفس خود را زن شناس از زن بتر — زانک زن جزویست نفست کل شر
مشورت با نفس خود گر می کنی — هرچه گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزه می فرمایدت — نفس مکار است مکری زایدت
مشورت بانفس خویش اندر فعال — هرچه گوید عکس آن باشد کمال۹

عورت کی تشبیہ نفس یا شیطان سے اس رجحان کا نتیجہ ہے جس میں اس کے دو بنیادی کرداروں کو مدنظر رکھا گیا ہے اس کے تحت ممکن ہے وہ کبھی دیو قرار پائے تو کبھی فرشتہ، کبھی مالک دوزخ و زمین ہوگی تو کبھی آسمانی اور جنتی مخلوق کی ہمسر، کبھی لاہوتی سوفیا اور کبھی ناسوتی سوفیا اور کبھی وہ زہرہ آسمانی نظر آتی ہے تو کبھی زہرۂ زمینی اور عورت کا یہ دوہرا روپ، جیسا کہ ہم لوگوں نے اکثر دیکھا ہے، نفسیات اور رمز شناسی کی نمایاں اور ممتاز صفت ہے۔ ۱۰ نفس اور عقل درحقیقت مرد و عورت کا سمبل ہیں کیونکہ نفس تخلیق و تولید و خلاقیت کا رمز ہے اور عقل کنٹرول اور ارادہ کا مظہر و سمبل۔ مولانا کے خیال میں عقل کو نفس پر حاکم و حاوی ہونا چاہئے کیونکہ اگر ایسی صورت حال پیدا ہوئی تو راہ حق تک رسائی حاصل کرنا مشکل ہوجائے گا۔

وای آنکه عقل او ماده بود — نفس زشتش نر و آماده بود
لا جرم مغلوب باشد عقل او — جز سوی خسران نباشد نقل او
ای خنک آن کس که عقلش نر بود — نقش زشتش ماده و مضطر بود
عقل جزوی اش نر و غالب بود — نفس انثی را خرد سالب بود

حملہ ی مادہ بہ صورت ہم جریست　　آفت او ہمچو آن خر از خریست[11]

دفتر اوّل میں مولانا مرد و زن اعرابی کی کہانی پیش کرتے ہیں، جو اس طرح شروع ہوتی ہے کہ ایک رات مرد اعرابی کی بیوی اس سے ناراض ہوجاتی ہے اور اس کے فقر و افلاس پر روتی ہے۔

کین ہمہ فقر و جفاہا می کشیم　　جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم

نان مان نی، نان خورشان درد و رشک　　کوزہ مان نی، آبمان از دیدہ اشک

قرص مہ را قرص نان پنداشتہ　　دست سوی آسمان برداشتہ

ننگ درویشان ز درویشی ما　　روز و شب از روز اندیشی ما

گر کسی مہمان رسد گر من منم　　شب بخسپد قصد دلق او کنم[12]

وہ مرد اعرابی اپنی زوجہ کو آرام و سکون کی دعوت دیتا ہے لیکن اس کی عورت پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ شکوہ و شکایت سے باز نہیں آتی ہے۔

زن برو زد بانگ کای ناموس کیش　　من فسون تو نخواہم خورد بیش[13]

اس قصہ میں مرد کی اچھی تصویر پیش کی گئی ہے جیسا کہ واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر لالچی نہیں ہے بلکہ قناعت شعار ہے اور اپنی بیوی کو ضرورت سے زیادہ لالچ کرنے سے منع کرتا ہے۔

گفت ای زن! تو زنی یا بولحزن　　فقر فخر است و مرا بر سر مزن[14]

وہ شخص اپنی بیوی کی مخالفتوں کی تاب نہ لاکر غیظ میں آجاتا ہے اور اظہار ناراضگی کے ساتھ کہتا ہے کہ اگر میری اس فقیری و تنگدستی میں میرے ساتھ زندگی نہیں بسر کرسکتی ہو تو مجھ سے الگ ہوجا، عورت نے شوہر کا غصہ دیکھتے ہی اپنے آخری حربہ کا استعمال کرتے ہوئے یعنی گریہ و زاری کرنا شروع کردیا تاکہ شوہر کو نرم دل اور مہربان بنانے میں اسے مدد مل سکے۔

زن چو دید او را کہ تند و توسن است　　گشت گریان، گریہ خود دام زن است

شد از آن باران یکی برقی پدید　　زد شراری در دل مرد وحید[15]

مرد اعرابی اس کے آنسوؤں کو دیکھتے ہی اپنے کہے پر پچھتانے لگا اور اس سے معافی مانگنے لگا، مولانا اس داستان کے اخیر میں احادیث پیغمبر نظم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان　　غالب آید سخت و بر صاحب دلان

باز بر زن، جاہلان غالب شوند　　کاندریشان تندی حیوانست بند

کم بود شان رقت و لطف و وداد　　　　زانک حیوانی است غالب بر نہاد۱۶؎

اس کے بعد مولانا یہ نتیجہ اخذ فرماتے ہیں:

مہر و رقت وصف انسانی بود　　　　خشم و شہوت وصف حیوانی بود۱۷؎

چند بیتوں کے بعد مولانا دل کو عورت کا اور عقل کو مرد کا مشابہ قرار دیتے ہیں، عورت وہی نفس ہے جو ہمیشہ حیوانی تقاضوں کی تگ ودو میں سرگرم رہا کرتا ہے اور عقل اس مرد کی طرح ہے جو عاقبت جوئی میں لگا رہتا ہے۔

ماجرای مرد و زن افتاد نقل　　　　آن مثال نفس خود می دان وعقل

این زن و مردی کہ نفس است وخرد　　　　نیک بایست است بہر نیک و بد

وین دو بایستہ در این خاکی سرا　　　　روز و شب در جنگ و اندر ماجرا

زن ہمی خواہد حویج خانقاہ　　　　یعنی آب رود و نان و خوان و جاہ

نفس ہچون زن پی چارہ گری　　　　گاہ خاکی، گاہ جوید سروری۱۸؎

اس کے بعد، عورت اپنے شوہر کے سامنے ندامت وشرمندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے پاس جائے اور اس سے مدد مانگے۔ ابتدائی مرحلہ میں مرد عورت کی بات قبول نہیں کرتا لیکن بیوی کے اصرار کے بعد وہ اس کام کے لئے راضی ہوجاتا ہے اس کے بعد عورت اپنے شوہر سے یہ خواہش ظاہر کرتی ہے کہ وہ کوزہ جس میں بارش کا پانی ہے خلیفہ کے پاس بہ طور تحفہ لے جائے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں جنگل میں زندگی بسر کررہے تھے اور بارش کا پانی ان کے لئے سب سے بیش قیمت نعمت تھی۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے کہ مولانا نے مرد کو علامت عقل اور عورت کو علامت نفس قرار دیا ہے وہ نفس ہے جو ہمیشہ حرص طمع سے مملو رہتا ہے۔

عقل را شو دان و زن را حرص و طمع　　　　این دو ظلمانی و منکر، عقل شمع ۱۹؎

زن وشوہر کا یہ پورا واقعہ اور ان کی آپسی گفتگو دل و دماغ کی کشمکش اور اختلاف میلان کا بہترین نمونہ ہے، یہ دونوں مختلف جنس اور ایک دوسرے سے بیگانے ہیں، ان میں سے ایک، ایک سمت کو جاتا ہے اور دوسرا دوسری سمت کو۔ نفس، عورت کی طرح انسان کو مادیات مثلاً خوراک و پوشاک اور جاہ وجلال کی طرف کھینچتا ہے اور ہر وقت اسی حیلہ گری اور چارہ سازی میں لگا رہتا ہے جب کہ عقل کو

دیدار محبوب و معبود کی فکر لاحق رہتی ہے۔ البتہ ہمیشہ اطاعت و بندگی اور وجد و حال کمال باطنی کے حصول میں لگا رہتا ہے۔

مولانا نے واقعۂ شاہ و کنیزک میں عورت کو رمز و تمثیل کے طور پر ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ　　　شد غلام آن کنیزک جان شاہ

مرغ جانش از قفس چون می جہید　　　داد مال و آن کنیزک را خرید ۲۱

لیکن کنیز کسی دوسرے پر عاشق تھی اور اس کی دوری و جدائی کے سبب بیمار ہوگئی۔

چون خرید او را بر خوددار شد　　　آن کنیزک ناگہان بیمار شد

آن کنیزک از مرضی چون موی شد　　　چشم شہ از اشک خون چون جوی شد ۲۲

شاہ کو اس کنیز کی بیماری کی وجہ سے بڑا صدمہ ہوتا ہے چنانچہ وہ گریہ و زاری کرتے ہوئے اسی جگہ سوجاتا ہے۔ عالم خواب میں بادشاہ ایک روحانی شخصیت سے ملاقات کرتا ہے۔ وہ روحانی شخص بادشاہ سے کنیز کو شفا دلانے کا وعدہ کرلیتا ہے۔ دوسرے دن وہ روحانی شخص بادشاہ کے پاس آتا ہے۔ بادشاہ اسے گلے لگا لیتا ہے۔ اس کے بعد اسے کنیز کے پاس لے جاتا ہے۔ کنیز سے تھوڑی سی گفتگو کے بعد اس مرد طبیب کو کنیز کی بیماری کی اصل وجہ کا اندازہ ہوجاتا ہے تو وہ کہتا ہے:

گفت و دانستم کہ تحت رنجت زود　　　در خلاصت سحرھا خواہم نمود ۲۳

طبیب جیسے ہی کنیز کے راز سے آگاہ ہوا، حکم دیا کہ اس جوان سنار کو جس پر کنیز فریفتہ ہوگئی تھی کچھ دنوں کے لئے سمرقند سے اس کنیز کے پاس بلا دیا جائے دوسری طرف یہ بھی حکم دیا کہ سنار کے کھانے میں روز تھوڑا سا زہر ملایا جائے، جیسے جیسے زہر کے اثر سے سنار کے چہرے کی آب و تاب ختم ہوتی گئی اس کی طرف سے کنیز کی دلچسپی بھی جاتی رہی اس طرح کنیز اس نوجوان سنار کی طرف سے اپنا منھ موڑ لیتی ہے۔

اس مقام پر مولانا نے عشق فریبی و ظاہری کے لئے یوں فرمایا۔

عشق ہایی کز پس رنگی بود　　　عشق نبود، عاقبت ننگی بود ۲۴

اس واقعہ میں کنیز روح کی علامت ہے، مولانا اس تمثیل کے ذریعہ عقل (بادشاہ) کے نفس کے ساتھ تعلق کی نشاندہی کر رہے ہیں اور دوسری طرف وہ غیر حقیقی فریفتگی نفس یعنی دنیا اور مادیات اور ظاہری حسن و زیبائش کی علامت یعنی سنار کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں۔ ۲۵ مولانا کا عقیدہ ہے

کہ اگر نفس پر عقل کا تسلط ہو تو بڑی آسانی کے ساتھ معرفت کی راہیں طے کی جاسکتی ہیں اور اس راہ میں کوئی بھی چیز مانع نہیں ہوسکتی۔۲۶

۳۔عورت کے نامناسب اعتقادات اور منفی پہلوؤں کی طرف خصوصی توجہ

کبھی کبھی مولانا نے اس قسم کی حکایات کے ذریعہ عورت کی ان صفات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جو اس کی تحقیر و تذلیل کا باعث ہوتی ہیں جن میں سب سے پہلے بہانہ بازی، مکاری، حیلہ سازی، بزدلی، زیادہ سے زیادہ کی ہوس اور لالچ قابل ذکر ہیں وہ ان صفات کو عورتوں سے مخصوص قرار دیتے ہیں اور مردوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ان بری عادتوں سے دور رہیں۔ البتہ مولانا عورت سے ملاقات و گفتگو اور اس کی ہم نشینی کی مکمل تردید نہیں کرتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مرد کو اپنی نجاست کو پاک کرنے کے لئے عورت کے ساتھ رہنا چاہئے، چنانچہ فرماتے ہیں ''رات دن جنگ کرتے ہو اور تم عورتوں کے اخلاق کی پاکیزگی کی تلاش میں ہو اور اسے اپنے ذریعہ پاک کرتے ہو، خود کو اس میں پاک کرو، خود کو اس کے ذریعہ مزین و مہذب کرو، اس کے پاس جاؤ اور جو وہ کہے اسے تسلیم کرو''۔۲۷

مثنوی کے دفتر ششم میں مولانا ایک ایسے فقیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جو فقر و تنگ دستی کی وجہ سے اپنے سر پر زنانی چادر اوڑھ لیتا ہے تاکہ اس طرح وہ اپنے لئے کچھ وسیلۂ معاش حاصل کرسکے۔

چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید   چون زنان او چادری بر سر کشید۲۸

مولانا اس آدمی کو اس کی زنانہ پوشی کی بنا پر لائق تضحیک جانتے ہیں اور اسے ایک بے وقار و بے آبرو آدمی مانتے ہیں۔

مادگی خوش آمدت چادر بگیر   رستمی خوش آمدت خنجر بگیر۲۹

☆

نوبت ماشد چہ خیرہ سر شدیم   چون زنان زشت در چادر شدیم۳۰

مولانا نے دوسرے اشعار میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ موضوع کی وسعت کی وجہ سے سردست یہاں اتنے ہی اشعار پر اکتفا کی جاتی ہے۔۳۱

بعض مقامات پر مولانا نے عورتوں کی اداکاری، ناز برداری، عشوہ گری، چاپلوسی اور حرص کو ان کی

بنیادی صفت قرار دیا ہے اور مردوں کو ان صفات سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔

تا چو زن عشوہ خری ای بی خرد　　　از دروغ و عشوہ کی یابی مدد
چاپلوس و لفظ شیرین و فریب　　　می ستانی، می نہی چون زن بہ جیب ۴۲

☆

وز ہوس و ز عشق این دنیای دون　　　چون زنان مرنفس را بودن زبون ۴۳

کبھی کبھی وہ فضیلتیں جو عورتوں کے لئے استعمال کی جاتی ہیں مردوں کے لئے، زخم شمشیر سے زیادہ ضرب کاری کی حیثیت رکھتی ہیں اور اس کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتی ہے۔

گر تو مردی را بخوانی فاطمہ　　　گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ
قصد خون تو کند تا ممکن است　　　گرچہ خوش خو و حلیم و ساکن است
فاطمہ مدح است در حق زنان　　　مرد را گوئی بود زخم زبان ۴۴

شاعر کی نظر میں مرد دنیا کا باطنی رنگ و روپ ہیں اور عورتیں دنیا کی ظاہری شکل وصورت اور باطن سے دل لگانا ہمیشہ سعادت مندی کا باعث ہوتا ہے جب کہ ظاہر سے دل لگانا ہلاکت کا ذریعہ ہے۔

قبلۂ باطن نشینان ذو المنن　　　قبلۂ ظاہر پرستان روی زن ۴۵

منزل کمال تک پہنچنے کے لئے مرد کو چاہئے کہ وہ عورت یعنی علامت ظاہر و مادیات کے ہر تقاضہ کو پورا کرنے سے گریز کرے چنانچہ انجام کار اور آخرت پر نظر رکھنے والے مرد ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں کہ کہیں ان کا نام عورتوں کی ردیف میں نہ آ جائے ان کی ہر ممکن کوشش یہ ہوتی ہے وہ عورتوں کی صف سے الگ رہیں۔ عورتوں میں حالات زندگی سے لڑنے کی تاب نہیں ہوتی اور وہ ہر ناکامی و شکست پر اپنا حوصلہ کھودیتی ہیں اور انہیں گریہ وزاری کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھتا۔

وقت چند دیگرانی ہا ی ہای　　　در غم خود چون زنانی وای وای
قبلہ ای باطن نشینان ذو المنن　　　قبلہ ی ظاہر پرستان روی زن ۴۶

عورتیں اپنی ناقص العقلی اور زود باوری کے سبب قابل اعتماد نہیں ہیں چنانچہ ان سے راز و نیاز کرنا یا مشورہ کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

گفت گر کودک در آید یا زنی　　　کو ندارد رای و عقل روشنی
گفت با او مشورت کن آنچ گفت　　　تو خلاف آن کن و در راہ افت ۴۷

دروغ گوئی کو بھی مثنوی معنوی میں بالعموم عورتوں کا کام شمار کیا گیا ہے اور اگر کوئی اس صفت کا حامل ہے تو وہ اس رخ سے مردوں کی صف سے باہر ہوجائے گا۔

اے برادر، خود بر این اکسیر زن　　　　کم نباید صدق مرد از صدق زن
آن دل مردی کہ کم از زن بود　　　　آن دلی باشد کہ کم ز اشکم بود۳۸

بعض مقام پر عورت، مرد مومن کے لئے ایسا دام فریب ثابت ہوتی ہے جو اسے راہ معرفت سے بھٹکا دیتی ہے۔

چون کہ خوبی زنان فا او نمود　　　　کہ ز عقل و صبر مردان می فزود
پس زد انگشتک بہ رقص اندر فتاد　　　　کہ بدہ زو تر رسیدم در مراد۳۹

خدا سے قربت کے لئے مادیات اور ظواہر دنیوی سے دوری لازمی ہے اور عورت بھی انہیں دلکش ظواہرات میں سے ایک ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن　　　　نی قماش ونقرۂ و میزان و زن۴۰

واضح رہے کہ عام صوفیاء نے روم کے پادریوں سے درویشوں کا جو طرز فقر و رہبانیت تھا حاصل کیا، مولانا نے اس کی کبھی تائید نہیں کی یہاں تک کہ وہ ایک مرد عارف سالک کے لئے اہل خانہ سے دوری و علیحدگی اور کسب معیشت و مال سے دست برداری کو لازم نہیں جانتے البتہ ان تمام چیزوں سے ایسے گہرے لگاؤ کو جو آدمی کو اللہ سے دور کردے قابل مذمت قرار دیتے ہیں۔ بیٹے ہوں، مال و متاع، سونا چاندی جو مردوں کی دنیا شمار ہوتی ہے مولانا کے نزدیک اس پانی کی طرح ہے کہ جو کشتی کے نیچے ہے اور کشتی اس مرد عارف کے مانند ہے جو اس پانی کے بغیر حرکت بھی نہیں کرسکتی مگر اس وقت تک جب تک یہ کشتی کے نیچے ہو جیسے ہی یہ پانی کشتی میں داخل ہوا تو کشتی ڈوب جائے گی، اگر بیوی اور بچوں سے بے پناہ لگاؤ کی وجہ سے قلب عارف مملو ہوجائے اور اس میں خدا سے انس و قربت کی جگہ باقی نہ رہ جائے تو یہی اس کے ہلاکت کا باعث قرار پائے گا۔۴۱

کبھی کبھی لوگ زندگی کی مصروفیات اور خانوادگی ضروریات کو معرفت خداوندی سے محرومی کا سبب مان لیتے ہیں اور اس بہانہ سے اپنے فرائض کی انجام دہی سے پہلو تہی کرنے لگتے ہیں۔

یا منافق عذر آری کہ من　　　　ماندہ ام در نفقۂ ی فرزند وزن
ہیچ چارہ نیست از قوت عیال　　　　از بن دندان کنم کسب حلال۴۲

ایک مقام پر مولانا عورت کو ایسے بزدل کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کسی کام پر قادر نہیں ہے اور اگر کچھ کرنا بھی چاہے تو نہیں کر پاتی مولانا مردوں کو ان زنانہ صفتوں سے ہوشیار کرتے نظر آتے ہیں۔ ۴۳

حملۂ زن درمیان کارزار نشکند صف، بلکه گردد کار، زار
گرچه می بینی چو شیر اندر صفش تیغ نگرفته، همی لرزد کفش
وای آنک عقل او ماده بود نفس زشتش نرو آماده بود
لاجرم مغلوب باشد عقل او جز سوی خسران نباشد نقل او
ای خنک آن کس که عقلش نر بود نفس زشتش ماده و مضطر بود ۴۴

۴- نیک سیرت اور شائستہ عورتوں کا تذکرہ

عام طور پر مولانا اپنے عرفانی خیالات کے اظہار کے لئے حکایتوں سے استفادہ کرتے ہیں اور مذکورہ حکایت کے ذیل میں اپنے نظریات بیان کرتے ہیں، یہ حکایتیں کبھی انسانی زندگی کے سلسلے میں ہیں اور کبھی حیوانات اور اجسام کے سلسلے میں۔ اس کے علاوہ مولانا تاریخ کی معتبر ترین اور معزز خواتین مثلاً حضرت آسیہ، حضرت مریم، بلقیس وغیرہ کے حالات زندگی بھی نظم کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ مثنوی نگاری کی پسندیدہ راہ وروش میں سے ایک ہے جس کے ذریعہ مولانا نے اپنے عقائد ونظریات کو موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہی وہ عورتیں ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے اور مولانا نے اس کے مفاد دائمی کے پیش نظر ہی اسے بیان فرمایا ہے جس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ مولانا عورتوں کے فلسفۂ حیات کی تفہیم کے لئے ان خواتین کا تذکرہ کرتے ہیں۔

آسیہ وہ خاتون ہیں جن کا مولوی نے بارہا ذکر کیا ہے اور ان کی روشن حیات سے متعلق گفتگو کی ہے گو کہ قرآن میں اس خاتون کا نام نہیں ہے لیکن سورۂ قصص کی ۹رویں آیت میں ''مرأۃ فرعون'' کے ذریعہ ان کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

"و قالت امرأة فرعون قرت عين لي و لك" زن فرعون (آسیہ) نے بچے کی سفارش کرتے ہوئے کہا کہ اس کو قتل مت کرو کیونکہ یہ بچہ ہماری اور تمہاری آنکھوں کی روشنی اور دل کی ٹھنڈک ہے اسی طرح سورۂ تحریم کی ۱۱ویں آیت میں آسیہ کو اہل ایمان قرار دیا ہے۔

جب مادر موسیٰ بچہ کی زندگی کے سلسلہ میں خوفزدہ رہتے ہوئے بھی حکم الٰہی کی تعمیل میں اسے بطور امانت دریا کے حوالے کردیتی ہیں اور حسن اتفاق سے یہ بچہ فرعون کی زوجہ حضرت آسیہ کو مل جاتا ہے تو وہ اولاد کی نعمت سے محرومی کی آڑ میں یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ فرعون انہیں اجازت دیدے تاکہ وہ اس کی پرورش کرسکیں۔ فرعون نے اجازت دی اور حضرت موسیٰ آسیہ کی گود میں پروان چڑھنے لگے۔

مولانا دفتر چہارم میں آسیہ کا ذکر فرماتے ہیں، اس وقت جب کہ وہ فرعون کو موسیٰ اور ان کے خدا پر ایمان لانے کی سفارش کرتے ہوئے دل کو تاریکی سے علیحدگی اختیار کرنے کی تلقین کرتی ہیں:

باز گفت او این سخن با آسیہ　　　گفت: جان افشان بر این ای دل سیہ
پس عنایت ہاست متن این مقال　　　زود دریاب ای شہ نیکو خصال
وقت کشت آمد زہی پر سود گشت　　　این بگفت و گریہ کرد و گرم گشت
بر جہید از جا و گفتا بخ لک　　　آفتابی تاج گشتہ ای کلک[۴۵]

آسیہ وہ زن مومنہ ہے جو خدا پر ایمان رکھتی تھی اور اس دور کے فرعون جیسے جابر کے مقابل اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے عقیدہ و ایمان کا بھرپور دفاع بھی کیا اور آخر کار اپنے اسی ایمان و اعتقاد کی خاطر وہ جان بحق ہوگئی۔

اسی طرح حضرت مریم مثنوی مولوی میں خصوصی طور پر مذکور ہیں:

دید مریم صورتی بس جان فزا　　　جان فزائی دلربائی در خدا
پیش او بر رُست از روی زمین　　　چون مہ خورشید آن روح الامین
از زمین بر رُست خوبی بی نقاب　　　آن چنان کز شرق روید آفتاب
لرزہ بر اعضای مریم او فتاد　　　کو برہنہ بود و ترسید از فساد[۴۶]

حضرت مریم اس زمانے کے لوگوں میں بھی پاکدامنی کی عظیم مثال تھیں چنانچہ ان کے ساتھ جو واقعہ ہوا وہ انتہائی ہولناک تھا۔ بے آبروئی کا خوف و خیال مریم کو وحشت میں ڈال دیتا ہے چنانچہ وہ بارگاہ خداوندی میں پناہ حاصل کرتی ہیں:

گشت بی خود مریم و در بی خودی　　　گفت بجہم در پناہ ایزدی
زانک عادت کردہ بود آن پاک جیب　　　در ہزیمت رخت بردن سوی غیب[۴۷]

اسی دوران خدا کی طرف سے ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے اور مریم کی غمگساری کرتا ہے اور پھر

جبرئیل آتے ہیں اور مریم عذرا کی آستین میں پھونکتے ہیں اور وہ حاملہ ہوجاتی ہیں اگرچہ دوران حمل لوگ حضرت مریم کا مذاق اڑاتے ہیں اور بعض افراد انہیں زن غیر عفیفہ قرار دیتے ہیں لیکن مریم کا دل خدا پر اعتماد کے نتیجے میں مطمئن رہتا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ کو دنیا والوں کے سامنے پیش کردیتی ہیں۔ یاد رہے کہ جناب مریم، وضع حمل کے دوران لوگوں کی اذیتوں کے پیش نظر شہر سے باہر چلی جاتی ہیں اور خود کو خدا کے حوالہ کردیتی ہیں:

ابلهان گویند کین افسانه را　　خط بکش زیرا دروغست و خطا
مریم اندر حمل جفت کس نشد　　از برون شهر اوواپس نشد
از برون شهر آن شیرین فسون　　تا نشد فارغ نیامد خود درون
چون بزادش آن گهانش برکنار　　برگرفت و برد تا پیش تبار۴۸

مولانا، دفتر دوم میں ذکر شدہ زندگی جناب مریم کے علاوہ ایک مقام پر ان کی اہمیت وعظمت کا احساس دلاتے ہوئے ان کا تذکرہ کرتے ہیں:۴۹

بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب　　آن دہد کو داد مریم را ز جیب۵۰

یا

آن نیاز مریمی بودست و درد　　کہ چنان طفلی سخن آغاز کرد ۵۱

مولانا موصوف نے مادر موسیٰ کی طرح بلقیس اور زلیخا کا بھی تذکرہ کرتے ہیں لیکن اس خیال کے بموجب کہ گفتگو طولانی نہ ہوجائے ان چند نمونوں کے ذکر پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ان عورتوں کے علاوہ کہ جن کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔۵۲

مولانا نے عہد رسالت کی دیگر نامور خواتین مثلاً زوجۂ رسول حضرت عائشہ سے متعلق بھی گفتگو کی ہے جو ابوبکر کی بیٹی تھیں اور بعضو لوگوں کے بقول جناب خدیجہ کے بعد وہی پیغمبر کی محبوب تر بیوی تھیں اور اپنے زمانے میں شرعی مسائل اور سماجی امور کے سلسلے میں خصوصی فہم و درک کی حامل تھیں۔

مولانا دفتر اول میں حضرت عائشہ کا ذکر کرتے ہیں، ایک روز پیغمبر اپنے کسی صحابی کی تشیع جنازہ میں قبرستان گئے اور جب گھر لوٹے تو عائشہ ان کے پاس آئیں:

چون ز گورستان پیمبر باز گشت　　سوی صدیقه شد و همراز گشت
چشم صدیقه چو بر رویش فتاد　　پیش آمد دست بر روی نهاد

بر عمامہ و روی او و موی او　　　　بر گریبان و بر و بازوی او ۵۳

پیغمبر نے حسرت سے اس کا سبب جاننا چاہا تو عائشہ نے کہا کہ آج سخت بارش ہوئی مگر آپ کے لباس پر اس کی کوئی علامت نہیں ہے، پیغمبر ان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفت: بہر آن نمود ای پاک جیب　　　　چشم پاکت را خدا باران غیب

نیست آن باران ازین ابر شما　　　　ہست ابری دیگر و دیگر سما ۵۴

قابل ذکر بات یہ ہے کہ توجیہ مذکور مثنوی میں بھی بیان کی گئی ہے کہ عالم حس میں غیبی احوال بھی کشف کئے جاسکتے ہیں اس کے لئے شخصی اور انفرادی طور پر ہر آدمی کا ایسا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اہل حق کی صحبت بھی انہیں بہت کچھ سکھا دیتی ہے اور ایک مرد عارف و سالک کی آنکھیں غیب پر بھی کھل جاتی ہیں۔ مولانا کے نزدیک پیغمبر کے جواب کے پیش نظر عائشہ ان سالکین اور عارفین کی صف سے باہر نہیں ہیں۔ ۵۵

دوسرے دفتر میں بھی مولانا نے پیغمبر سے عائشہ کی گفتگو کا ذکر کیا ہے:

عائشہ روزی بہ پیغمبر بگفت　　　　یا رسول اللہ: تو پیدا و نہفت

ہر کجاہای نمازی می کنی　　　　می دود در خانہ ناپاک و دنی

مستحاضہ و طفل و آلودہ پلید　　　　کردہ مستعمل بہ ہرجا کہ رسید ۵۶

یہ خاتون رموز الٰہی اور لطائف احکام خداوندی سے واقفیت کی متمنی تھیں لہذا وہ رسول اکرم سے نماز کی جگہ کے سلسلے میں سوال پوچھتی ہیں چاہے اس جگہ پر نجاست کا امکان ہو۔ پیغمبر بڑی مہربانی و شفقت کے ساتھ انہیں یہ جواب دیتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ از بہر مہان　　　　حق نجس را پاک گرداند بدان

سجدہ گاہم راز آن رو لطف حق　　　　پاک گردانید تا ہفتم طبق

ہان و ہان ترک حسد کن با شہان　　　　ورنہ ابلیسی شوی اندر جہان ۵۷

کبھی کبھی پیغمبر انتہائی حسرت آمیز انداز میں عائشہ سے کچھ باتیں کرنے کو کہتے تھے۔

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی　　　　کلمینی یا حمیراء کلمی ۵۸

مولانا کا خیال ہے کہ عورت بھی ہر عظمت و بلندی حاصل کرسکتی ہے اس کی نسوانیت کو اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہ بننا چاہئے۔ ۵۹

این حمیرا لفظ تانیث است و جان   نام تانیثش نهند این تازیان
لیک از تانیث جان را باک نیست   روح را بامرد و زن اشراک نیست
از مونث وز مذکر برتر است   این نه آن جان است کز خشک وتر است ۶۰

پیغمبرؐ اکرم کی دایہ حلیمہ بھی ان شائستہ خواتین میں سے ایک ہیں جن کا ذکر مولانا نے مثنوی کے دفتر چہارم میں کیا ہے۔

حلیمہ بنت ذویب، بنی سعد کے قبیلہ سے تھیں، ایک روز وہ وارد مکہ ہوئیں اور کعبہ تشریف لے گئیں، دوران طواف کعبہ حلیمہ نے ایک آواز سنی مگر آس پاس کسی کو نہ پایا، پیغمبر کو گود سے اتار دیا اور اس آواز کے پیچھے چل پڑیں۔

از هوا بشنید بانگی کای حطیم   تافت بر تو آفتابی بس عظیم
ای حطیم امروز آید بر تو زود   صد هزاران نور از خورشید جود
ای حطیم امروز آرد در تو رخت   محتشم شاهی که پیک اوست بخت
جان پاکان طلب طلب و جوق جوق   آیدت از هر نواحی، مست شوق ۶۱

حلیمہ اپنی جستجو میں کامیاب نہ ہوسکی اور وہ نہ مل سکا جس کی آواز سنائی دی تھی لہٰذا وہ واپس اپنی جگہ پر آگئیں مگر وہاں دیکھا کہ پیغمبر موجود نہیں ہیں:

باز آمد سوی آن طفل رشید   مصطفیٰ را بر مکان خود ندید
حیرت اندر حیرت آمد بردلش   گشت بس تاریک از غم منزلش
سوئی منزل ها دوید و بانگ داشت   کہ، کہ بر دُردانہ ام غارت گماشت ۶۲

حلیمہ، رسول اکرم کو اپنا بیٹا ہی سمجھتی تھیں گو کہ وہ محض دائی تھیں مگر پیغمبر کے لئے ان کا دل اتنا بے چین ہوا کہ وہ ان کی تلاش میں دوڑ پڑیں حلیمہ اس عالم میں کہ سر و سینہ پیٹ رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے ایک بوڑھے کو دیکھا، اس سے پہلے یہ اس سے کچھ کہتیں اس ضعیف العمر نے پوچھا کیوں پریشان ہو؟ جب اسے واقعہ معلوم ہوا تو اس نے حلیمہ کی دل جوئی کی اور انہیں عزیٰ نامی بت کے پاس لے گیا تا کہ اس سے دریافت کیا جائے:

برد او را پیش عزیٰ، کین صنم   هست در اخبار غیبی مغتنم
ما هزاران گم شده زو یافتیم   چون به خدمت سوی او بشتافتیم ۶۳

وہ مرد پیر بت کا سجدہ کرتا ہے پھر اس سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حلیمہ کی مدد کرے اور جب وہ بوڑھا آدمی پیغمبر کا نام لیتا تو بت سرنگوں ہوجاتے تھے:

چون محمد گفت این جملۂ بتان　　　سرنگون گشتند و ساجد آن زمان

کہ برو ای پیر این چہ جست وجوست　　　آن محمد را کہ عزل ما ازوست ۶۴

ادھر پیغمبر کے جد امجد حضرت عبد المطلب نے پیغمبر کے گم ہونے کی خبر سنتے ہیں اور خانۂ کعبہ جاتے ہیں اور اللہ سے راز و نیاز کرنے لگتے ہیں کہ اسی اثنا میں خداوند عالم نے محمدؐ کو واپس بھیج دیا اور اسی وقت عبدالمطلب کو یہ آواز سنائی دیتی ہے۔

در فلان وادی ست زیر آن درخت　　　پس روان شد زود پیر نیکبخت ۶۵

عبد المطلب کچھ لوگوں کی مدد سے اس وادی میں گئے جہاں ہاتف غیبی نے بتایا تھا انہوں نے پیغمبرؐ کو ساتھ لیا اور دوبارہ حلیمہ کے حوالہ کردیا۔

۵- بدکردار اور غیر شائستہ عورتوں کا تذکرہ

نیک سیرت عورتوں کے تذکرہ کے بعد مضمون کے اس حصہ میں ان عورتوں کا ذکر پیش کیا جارہا ہے جو بدکار و بدچلن مشہور رہی ہیں اور جن کے کردار و گفتار سے فساد کی بو محسوس ہوتی ہے۔ ام جمیل (زوجۂ ابولہب) انہیں بدچلن عورتوں میں سے ہے قرآن مجید نے سورہ لہب میں ان زن وشوہر دونوں کا تذکرہ کیا ہے اور اللہ نے انہیں لائق ملامت و سرزنش جانا ہے اور ان کی بدعاقبتی سے انہیں آگاہ کیا ہے "تبت یدا ابی لهب و تب، سیصلی ناراً ذات لهب و امرأته حمالت الحطب فی جیدها حبل من مسد" ابولہب نابود ہوجائے اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور اس کو بہت جلد جہنم میں داخل ہوجانا چاہئے اور اس کی بیوی بھی آتش دوزخ میں اضافہ کا باعث ہو اس طرح سے کہ اس کے گلے میں خرمے کی رسیوں کا پھندا ہو۔ مولانا نے جہاں کہیں بھی ان دونوں کا ذکر کیا انہیں ان کی برائی کے ساتھ ہی یاد کیا ہے۔۶۶

ای عجب این بند پنہان گران　　　عاجز از تکسیر آن آہنگران

دیدن آن بند احمد را رسد　　　برگلوی بستہ حبل من مسد

دید بر پشت عیال بولہب　　　تنگ ہیزم، گفت حمالہ ی حطب ۶۷

"حبل من مسد" اور "حماله حطب" سورہ لہب کے ذریعے تیسری اور چوتھی آیت میں اشارہ

کیا گیا ہے جس کی وضاحت سے قبل کے حوالے میں پیش کی جا چکی ہے:

ورنہ حمال حطب یا شی حطب　　　در دو عالم ہچو جفت بولہب ۶۸

ام جمیل، مثنوی میں ذکر شدہ وہ منفور چہرہ ہے اور ان بدکردار خواتین میں سے ہے جو پیغمبر کو اذیت دینے کی بھرپور کوشش کرتی یہاں تک کہ اس نے اپنے بیٹے عقبہ وشعب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ رسول کی بیٹیوں یعنی رقیہ اور ام کلثوم کو طلاق دے دیں تا کہ اس طرح پیغمبر سے انتقام لیا جا سکے۔

اسی طرح جناب نوح کی زوجہ بھی مثنوی میں جملہ بدسیرت خواتین میں سے ایک قرار دی گئی ہے۔ سورۂ تحریم کی آیت نمبر ۱۰ میں زوجۂ نوح کو کافروں میں شمار کیا گیا ہے۔ "ضرب الله للذين كفروا امرأت نوح" مولانا مثنوی کے دفتر ششم میں زوجہ نوح کے بارے میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

نوح چون بر تابہ بریان ساختی　　　واہلہ برتابہ سنگ انداختی

مکر زن برکار او چیرہ شدی　　　آب صاف وعظ او تیرہ شدی ۶۹

حضرت نوح، اپنی بیوی کی بدکاریوں اور اذیتوں سے عاجز آ کر خدا سے اس کے لئے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اسی وجہ سے وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ غرقاب ہوگئی۔

چون تو ننگی جفت آن مقبول روح　　　چون عیال کافر اندر عقد نوح ۷۰

نوح کی بیوی بھی کفار میں سے تھی اور نوح پر ایمان نہ رکھتی تھی، کافرہ تھی اس کے چار بیٹے تھے ایک سام، دوسرے حام، تیسرا یافث اور چوتھے کنعان یہ کنعان بھی کافروں میں سے تھا نوحؑ جو کچھ بھی کرتے تھے یہ عورت سب کو بتا دیتی تھی۔ ۷۱

مولوی کی مثنوی میں علامت زن اس سے وسیع پیمانے پر ہے زیر نظر تحریر میں محض اہم نمونوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے امید ہے مثنوی معنوی میں عورت کی ایک جھلک نامی موضوع پر یہ مختصر گفتگو مثنوی میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ ۷۲

حوالے

۱-مثنوی معنوی، ص ۵، دکان فقر کے عنوان سے ڈاکٹر قدم علی سرامی کا مقالہ

۲- سرنی، ج ۱، ص ۱۲

۳-مثنوی معنوی، دفتر سوم، بیت ۳۲۷

۴- ایضا، دفتر اول، بیت ۲۴۴-۲۴۵

۵- ایضاً، دفتر سوم، ابیات ۲۳۹۹-۲۴۰۱

۶- ایضاً، دفتر سوم، ابیات ۳۴۰۴-۳۴۱۵

۷- ایضاً، دفتر چہارم، ابیات ۲۶۵۷-۲۶۶۰

۸- مولانا نے درج ذیل ابیات میں ماں اور اس کے کردار کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ دفتر اول، ابیات ۲۴۴، ۲۴ ۱۳۶ تا ۷۹۳، ۳۵۱۴ دفتر دوم، ابیات ۲۵۱۸، ۲۵۲۰، ۱۹۵۱، ۳۶۴۱، ۱۹۵۲، ۳۶۱، ۳۷۱۱، ۷۷۶ تا ۷۸۳، ۳۷۶۷ تا ۳۷۷۹، ۳۲۵ تا ۳۴۵، دفتر سوم، ابیات ۳۵۵۷، ۳۹۶۵، ۳۲۸ تا ۳۳۰، ۴۱۱۷، ۱۴۶۰، ۳۲۵، ۷۲ تا ۱۷۰، ۱۷۷۸ تا ۱۸۰۱، ۳۳۹۹ تا ۳۴۱۵، ۴۱۵۹ تا ۴۱۹۸، ۴۲۹۲ تا ۴۳۲۰، ۶۰ و ۶۱، ۳۲۲۳ تا ۳۲۳۷ دفتر چہارم، ابیات ۱۵۳۳ تا ۱۹۸۴، ۲۶۵۶ تا ۲۶۶۷، ۲۶۲۹ تا ۲۶۳۱، ۱۴۱۵، ۳۶۴۱ دفتر ششم، ابیات ۴۹۰۳ تا ۴۹۰۸، ۱۴۳۲ تا ۱۴۳۷، ۳۲۵۷، ۲۳۷۵ و ۴۸۳۸

۹-مثنوی معنوی، دفتر دوم ۲۲۷۳ تا ۲۲۷۶

۱۰- رمزشناسی عرفانی، ص ۱۰۸

۱۱-مثنوی معنوی، دفتر پنجم ۲۴۶۲ تا ۲۴۶۶

۱۲- ایضاً، ۲۲۵۷ تا ۲۲۶۶

۱۳- ایضاً، ۲۳۱۹

۱۴- ایضاً، ۲۳۴۶

۱۵- ایضاً، ۲۳۹۸

۱۶- ایضاً، ۲۴۳۷ تا ۲۴۳۹

۱۷- ایضاً، ۲۴۴۰

۱۸- ایضاً، ۲۶۲۱ تا ۲۶۲۸

۱۹- ایضاً، ۲۹۰۹

۲۰-شرح مثنوی شریف، ص ۹۳۵

۲۱-مثنوی معنوی، دفتر اول، ص ۳۸، ۳۹
۲۲- ایضاً، ۴۰، ۵۲
۲۳- ایضاً، ۱۷۱
۲۴- ایضاً، ۲۰۵
۲۵-مولانا جلال الدین کی تصانیف میں عورت کے مناظر، ص ۱۳۷
۲۶-مولانا نے دوسری ابیات میں بھی عورت کو رمز و تمثیل کی حقیقت سے پیش کیا ہے۔ مزید اطلاعات کے لئے درج ذیل ملاحظہ ہوں: دفتر چہارم، بیت ۳۲۰۷ تا ۳۱۲۰، دفتر ششم، بیت ۳۸۷۶ تا ۳۷۰۳
۲۷- فیہ ما فیہ، ص ۸۶
۲۸-مثنوی معنوی، دفتر ششم ۳۸۷۲
۲۹- ایضاً، ۱۹۱۹
۳۰- ایضاً، ۳۹۰۷
۳۱- درج ذیل ابیات میں بھی مولانا نے اس موضوع کی طرف اشارہ کیا ہے: دفتر پنجم، بیت ۲۲۳۶، دفتر ششم، بیت ۴۶۵۴
۳۲-مثنوی معنوی، دفتر دوم، بیت ۲۵۸۴، ۲۵۸۵
۳۳- ایضاً، دفتر دوم، بیت ۳۰۶۳
۳۴- ایضاً، دفتر دوم ۱۷۴۲ تا ۱۷۴۴
۳۵- ایضاً، دفتر ششم، بیت ۱۹۰۳
۳۶- ایضاً، دفتر ششم، بیت ۳۹۱۳
۳۷- ایضاً، دفتر دوم، بیت ۲۲۷۱، ۲۲۷۲
۳۸- ایضاً، دفتر سوم، ابیات ۳۱۲۸ و ۳۱۲۹
۳۹- ایضاً، دفتر پنجم، ۹۵۷، ۹۵۹
۴۰- ایضاً، دفتر اول ۹۸۳
۴۱- پلہ پلہ تا ملاقات خدا، ص ۳۸۹
۴۲- ایضاً، دفتر دوم، ابیات ۳۰۶۸ تا ۳۰۷۲
۴۳- مولانا نے مثنوی کی جن ابیات میں عورت کی بزدلی اور کم عقلی کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہیں: دفتر دوم، بیت ۳۱۸۶، دفتر سوم، بیت ۴۰۳، دفتر پنجم، بیت ۹۷۱، ۳۵۵۶، ۳۷۹ و ۳۸۰۴ اور اسی طرح دفتر ششم میں ابیات ۱۸۸۳ و ۱۸۸۵
۴۴-مثنوی معنوی، دفتر پنجم ۲۲۶۰ تا ۲۲۶۴

۴۵- ایضاً، دفتر چہارم ۲۵۹۶ تا ۲۶۰۰

۴۶- ایضاً، دفتر سوم ۳۷۰۱ تا ۳۷۰۴

۴۷- ایضاً، دفتر سوم ۳۷۰۷، ۳۷۰۸

۴۸- ایضاً، دفتر دوم ۳۶۰۹ تا ۳۶۱۲

۴۹- مولانا نے درج ذیل ابیات میں داستان مریمؑ سے استفادہ کیا ہے: دفتر دوم، بیت ۱۱۸۴

۵۰- مثنوی معنوی، دفتر اول، بیت ۱۹۳۶

۵۱- ایضاً، دفتر سوم، ۳۲۰۴

۵۲- ملکہ سبا بلقیس کی داستان مثنوی کے دفتر چہارم میں بیت ۵۶۳ تا ۱۱۱۳ میں پیش کی گئی ہے اور حضرت موسیٰ کی ماں کی داستان دفتر سوم ۸۷۲ تا ۹۶۰ میں پیش کی گئی ہے اور داستان یوسف و زلیخا درج ذیل ابیات میں بیان کی گئی ہے: دفتر ششم ابیات ۴۰۲۱ تا ۴۰۳۷ اور اسی طرح ابیات ۱۲۸۸، ۴۸۲۹، ۳۶۳۷ تا ۳۶۳۹ اور دفتر پنجم میں ۱۱۰۵، ۱۱۰۶ و ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۵۳، ۳۲۳۷، ۳۲۳۸ اور دفتر سوم، ابیات ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۴۲۴۰ اور دفتر چہارم، بیت ۲۰۹۹

۵۳- مثنوی معنوی، دفتر اول، ۲۰۲۷ و ۲۰۲۹

۵۴- ایضاً، دفتر اول، ۲۰۳۳ و ۲۰۳۴

۵۵- سرّ نی، جلد اول، ص ۵۲۶

۵۶- مثنوی معنوی، دفتر دوم، ۳۴۲۵ و ۳۴۲۷

۵۷- ایضاً، دفتر دوم، ۳۴۲۵ تا ۳۴۳۰

۵۸- ایضاً، دفتر اول، ۱۹۷۴

۵۹- مذکورہ ابیات کے علاوہ مولانا نے مثنوی کی درج ذیل ابیات میں بھی حضرت عائشہ کا ذکر کیا ہے: دفتر اول، بیت ۱۹۷۲ تا ۲۴۲۸، دفتر ششم، بیت ۶۷۰

۶۰- مثنوی معنوی، دفتر چہارم، ۹۱۹ تا ۹۲۳

۶۱- ایضاً، دفتر چہارم، ۹۱۹ تا ۹۲۳

۶۲- ایضاً، دفتر چہارم ۹۳۰ تا ۹۳۲

۶۳- ایضاً، دفتر چہارم، ۹۴۸، ۹۴۹

۶۴- ایضاً، دفتر چہارم، ۹۷۲، ۹۷۳

۶۵- ایضاً، دفتر چہارم ۱۰۳۴

۶۶- قرآن مجید، سورۂ لہب، آیت ۱ تا ۵

۶۷- مثنوی معنوی، دفتر سوم، بیت ۱۶۶۲ تا ۱۶۶۴

۶۸- ایضاً، دفتر پنجم، بیت ۱۰۹۹

۶۹- ایضاً، دفتر پنجم، بیت ۴۴۶۴ تا ۴۴۷۸

۷۰- ایضاً، دفتر ششم، بیت ۲۱۱۳

۷۱- فرہنگ تلمیحات، ص ۵۸۴

۷۲- مثنوی میں عورت کی جھلک ایک تفصیلی موضوع ہے جس کو محض ایک مقالہ میں پوری طرح نہیں پیش کیا جا سکتا ہے لہذا ذیل میں ان ابیات کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے جن میں عورت اور اس کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی طرف واضح اشارہ موجود ہے: دفتر اول، ابیات ۴۰۷، ۴۰۸، ۲۶۹۱ تا ۲۶۹۳؛ ۴۷۸، ۱۵۵۹ دفتر سوم، ابیات ۲۲۸، ۲۲۹، ۵۷۲، ۵۷۳، ۳۷۴۹ تا ۳۷۵۰، ۳۷۵۲، ۳۷۵۵ دفتر چہارم، ابیات ۱۸۲۸، ۱۲۴، ۱۲۵، ۲۱۳، ۲۳۶، ۲۳۷، ۳۱۱، ۳۰۲ تا ۳۲۵، ۳۵۲، ۳۵۵۸، ۳۵۵۹، ۱۰۰۵، ۱۶۰۱۶۳ دفتر ششم، ابیات ۱۲۰۴، ۲۵۲۵، ۲۴۱۳، ۲۹۸۰ دفتر ششم، ابیات ۲۰۴۷ تا ۲۱۴۴، ۳۹۵۲، ۲۸۲۹، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۸ تا ۶۰۲، ۶۱۷، ۶۱۸، ۳۲۸، ۱۲۷۴، ۱۲۷، ۱۲۸۰، ۱۹۲۱، ۱۲۹۲، ۱۷۳۰